## سوال

میرے خالونے میری خالہ سے دوسری شادی کرنے کی اجازت مانگی اورانہیں بتایاکہ عنقریب ان کی رخصتی ہے ، مشکل یہ ہے کہ میری خالہ جان پچھلے چند برسوں.بیماری کی بنا پرملازمت نہیں کرسکتی تھیں ، لیکن پھر بھی میرے خالونے انہیں صفائی وغیرہ کا کام کرنے پر مجبورکیا ، اورخالوجان خود بھی ملازمت کرتے ہیں ، لیکن خالہ کی ساری تنخواہ بھی خودلے کرخالہ کوبہت تھوڑی رقم دیتے   اوراس کے ساتھ ساتھ خالہ کوکہاکہ وہ گھر کا کرایہ اوردوسرے اخراجات ادا نہیں کریں گے ، خالہ کوزیادہ کام کرنا چاہیے تاکہ وہ یہ سارے اخراجات برداشت کرے ، ملازمت کی بنا پر خالہ جان اورزیادہ.بیمار ہوگئیں ، میری خالہ ہی سارے اخراجات برداشت کرتی ہیں ، اورخالوکا دعوی ہے کہ اس کے پاس کوئی پیسے نہیں ، حالانکہ واقع یہ ہے کہ وہ سارے پیسے دوسری بیوی اوراس کی رخصتی پر خرچ کررہے ہیں   ہماری خالہ یا پھوپھی نے ہمیں بتایا ہے کہ وہ اپنے خاوند سے بھاگ کرہمارے گھرمیں آکررہے گی ، یہ پہلی بارنہیں کہ وہ دوسری شادی کررہا ہے اورہماری خالہ کوپوچھتا بھی نہیں ، لیکن میری خالہ کہتی ہے کہ وہ اپنے خاوند کوآخری موقع دینا چاہتی ہے   کیا ہمارے لیے حرام ہے کہ ہم خالہ کو اپنے پاس رکھ کرانہیں طلاق لینے پرابھاریں ، ہمیں اپنی خالہ کی صحت کی خرابی کا خطرہ ہے وہ.بیمارہیں کیا انہیں طلاق کا حق حاصل نہیں ؟

## جواب

ہمہ قسم کی حمداللہ تعالی کےلیے ، اوردوروسلام ہوں اللہ کے رسول پر ، بعدازاں :

اول :

اللہ سبحانہ وتعالی نے خاوند پرواجب کیا ہے کہ وہ اپنی بیوی کورہائش فراہم کرے اوراسے لباس بھی فراہم کرے اوراس پرخرچ کرے ، اللہ سبحانہ وتعالی نے یہ سب بیوی کے حقوق بنائے ہیں

اللہ تعالی کا فرمان ہے :

انہیں وہیں رہائش دوجہاں تم خودرہتے ہواپنی استطاعت کے مطابق الطلاق ( 6 ) .

ابن حزم رحمہ اللہ کہتے ہیں :

" خاوند پرلازم ہے کہ وہ اپنی استطاعت اورقدرت کے مطابق بیوی کورہائش فراہم کرے ؛ کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

جہاں تم خودرہتے ہواپنی قدرت کے مطابق انہیں وہیں رکھوالطلاق ( 6 ) .

دیکھیں : محلی ابن حزم ( 9/253 ) .

اورابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں :

" عورت کےلیے رہائش دیناواجب ہے کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

انہیں رہائش دو جہاں تم خود رہتے ہو اپنی استطاعت وقدرت کے مطابق .

اس لیے جب طلاق یافتہ عورت کے لیے رہائش دینا واجب ہے تو پھر جو عورت نکاح میں ہو اسے بدرجہ اولی رہائش مہیا کرنا واجب ہوگی

اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

اوران ( بیویوں ) سے حسن معاشرت اختیار کرو.

اور معروف یعنی اچھے طریقہ سے بودوباش میں یہ بھی شامل ہے کہ بیوی کو رہائش اور مکان مہیا کیا جائے ، اور اس لیے بھی کہ رہائش کے بغیر وہ دوسروں کی آنکھوں سے نہیں چھپ سکتی اس لیے رہائش اور مکان مہیا کرنا واجب ہے ، اور تصرف اور استمتاع اور سامان کی حفاظت کے لیے بھی رہائش ومکان کی ضرورت ہے "

دیکھیں : المغنی (237/9).

معاویہ بن حیدہ رضی اللہ تعالی عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے دریافت کیا :

عورت کے اپنے خاوند پر کیا حقوق ہیں ؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"جب تم کھاؤ تو اسے بھی کھلاؤ، اور جب تم خود پہنو تو اسے بھی پہناؤ، اور چہرے پر مت مارو، اور نہ ہی اسے قبیح کہو، اور گھر کے علاوہ اس کے ساتھ کہیں بائیکاٹ نہ کرو"

سنن ابوداود حدیث نمبر (2142) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (1850) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح الترغیب حدیث نمبر (1929) میں اسے صحیح قرار دیا ہے

خطابی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"اس حدیث میں بیوی کے لیے نان ونفقہ اور لباس کا وجوب پایا جاتا ہے ، اور اس میں کوئی معلوم حد نہیں ، بلکہ یہ عرف اور عادات کے مطابق ہوگا ، اور یہ خاوند کی قدرت واستطاعت کے مطابق ہے

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے عورت کا حق قرار دیا ہے تو پھر یہ خاوند کے ذمہ لازم ہوگا ، چاہے خاوند گھر میں ہو یا پھر مسافر ، اور اگر وہ اسے نہیں پاتا تو پھر یہ اس کے ذمہ قرض ہے حتی کہ اس کی ادائیگی کردے ، جس طرح باقی حقوق زوجیت ادا کرنے ہیں اسی طرح یہ بھی ادا کرنا ہوگا "

دیکھیں : معالم السنن علی ہامش المنذری (3/67-68).

جابر رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"عورتوں کے بارہ میں اللہ کا تقوی اختیار کرو، کیونکہ تم نے انہیں اللہ کی امانت کے ساتھ حاصل کیا ہے ، اور ان کی شرمگاہوں کو اللہ کے کلمہ کے ساتھ حلال کیا ہے ، اور تمہارے ذمہ اچھے طریقہ سے ان کا کھانا پینا اور لباس ہے "

صحیح مسلم حدیث نمبر (1218).

امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"اس حدیث میں بیوی کا نان و نفقہ اور اس کے لباس کا وجوب پایا جاتا ہے، اور یہ اجماع سے ثابت ہے"

دیکھیں : شرح مسلم (184/8).

دوم :

ایک سے زائد بیویاں رکھنے والے شخص پر واجب اور ضروری ہے کہ وہ اللہ سبحانہ وتعالی کا تقوی اور ڈر اختیار کرتے ہوئے بیویوں کے نان و نفقہ اور لباس اور رات بسر کرنے میں عدل وانصاف سے کام لے، خاوند کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنی بیویوں کے مابین تقسیم میں ظلم سے کام لے

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں :

" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا و پیروی کرتے ہوئے نان و نفقہ اور لباس میں عدل کرنا بھی سنت ہے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں کے نان و نفقہ اور تقسیم میں عدل کیا کرتے تھے، حالانکہ لوگ تقسیم میں اختلاف کرتے ہیں کہ آیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ واجب تھی یا پھر مستحب ؟

اور اس میں بھی اختلاف کرتے ہیں کہ آیا نان و نفقہ میں عدل کرنا واجب تھا یا کہ مستحب ؟

اس کا واجب ہونا زیادہ قوی اور کتاب وسنت کے اشبہ ہے"

دیکھیں : مجموع الفتاوی (269/32).

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سے زائد بیویاں رکھنے والے شخص کو اپنی بیویوں پر ظلم وستم کرنے سے بچنے کا کہا ہے

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"جس کی دو بیویاں ہوں اور وہ ان میں سے کسی ایک کی طرف مائل ہو تو روز قیامت آئیگا تو اس کی ایک سائڈ مائل ہوگی"

سنن ترمذی حدیث نمبر (1141) سنن ابو داود حدیث نمبر (2133) سنن نسائی حدیث نمبر (3942) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (1969) حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے بلوغ المرام (310/3) اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے ارواء الغلیل (80/7) میں اسے صحیح قرار دیا ہے

امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور جس پر مسلمانوں کے علماء ہیں اس پر دلالت کرتا ہے کہ آدمی پر اپنی بیویوں کے مابین دن اور رات کی تعداد تقسیم کرے، اور اس کے ذمہ ہے کہ وہ اس میں عدل وانصاف سے کام لے، اور اس کے لیے اس میں ظلم کرنے کی اجازت نہیں"

دیکھیں : الام (158/5).

اور ان کا یہ بھی کہنا ہے :

"میرے علم میں تو اس کا کوئی مخالف نہیں ہے کہ آدمی اپنی بیویوں کے مابین تقسیم کرے اور اس میں اسے عدل و انصاف کرنا چاہیے"

دیکھیں : الام (280/5).

امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"اگر آدمی کے پاس ایک سے زائد بیویاں ہوں اور وہ آزاد ہوں تو اس پر ان کے مابین تقسیم میں برابری کرنا واجب ہے چاہے وہ مسلمان ہوں یا پھر اہل کتاب سے تعلق رکھتی ہوں اور اگر وہ تقسیم میں برابری نہیں کرتا تو وہ اللہ سبحانہ و تعالی کی نافرمانی و معصیت کا مرتکب ہوگا، اس بنا پر مظلوم بیوی کے حق میں فیصلہ کیا جائیگا"

دیکھیں : شرح السنۃ (151-150/9).

سوم :

خاوند کےلیے بیوی کی رضامندی کے بغیر بیوی کی تنخواہ لینا جائز نہیں، شریعت اسلامیہ نے عورت کےلیے مباح کام کی ملازمت کرنا مباح کی ہے لیکن یہ لازم نہیں کیونکہ اس کے اخراجات اور نان و نفقہ تو خاوند کے ذمہ ہیں اور اس مال کی ملکیت بھی عورت کےلیے مباح کی ہے

اس لیے اگر وہ اس میں سے کچھ اپنے خاوند کو دیتی ہے تو جائز ہے، لیکن اگر خاوند اپنی بیوی کی رضامندی کے بغیر اس کا مال لیتا ہے تو پھر یہ اس پر حرام ہے

شیخ عبد العزیز بن باز رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"آپ کےلیے اپنی عقل و رشد والی بیوی کی تنخواہ اس کی رضامندی سے لینے میں کوئی حرج نہیں، اور اسی طرح ہر وہ چیز جو رضامندی کے ساتھ وہ بطور تعاون آپ کو پیش کرے اسے لینے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے؛ کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے :

اگر وہ تمہیں اس (مہر) میں سے کچھ دے دیں تو اسے بڑی خوشی سے کھاؤ النساء (4).

چاہے اس کی رسید نہ بھی ہو، لیکن اگر وہ آپ کو اس کی رسید بھی دے دے تو اس میں زیادہ احتیاط ہے، کہ آپ کو یہ خدشہ نہ رہے کہ اس کے گھر والے یا پھر کوئی رشتہ دار طلب نہ کرے، یا پھر وہ خود ہی واپس نہ مانگنے لگے"

دیکھیں : فتاوی المراۃ المسلمۃ (673-672/2).

چہارم :

جب عورت کو علم ہو کہ بیوی کا نان و نفقہ اور رہائش اور لباس خاوند کے ذمہ ادا کرنا واجب ہے، اور بیوی کو علم ہو کہ خاوند پر اپنی بیویوں میں عدل و انصاف کرنا واجب ہے اور اسے یہ بھی علم ہو کہ خاوند کےلیے حلال نہیں کہ وہ بیوی کو ملازمت کرنے پر مجبور کرے، اور اس کی تنخواہ خاوند کو دے

پھر اگر بیوی دیکھے کہ ان سب اشیاء میں یا کسی چیز میں خاوند مخالفت کر رہا ہے تو بیوی کو اختیار حاصل ہے یا تو وہ یہ امید رکھتے ہوئے کہ اس کا خاوند صحیح ہو جائیگا اور اس کی اصلاح ہو جائیگی اس ظلم پر صبر و تحمل سے کام لے

یا پھر وہ شرعی عدالت کے ذریعہ اپنا حق حاصل کرے اور اگر نہ تو اس کے خاوند کی اصلاح ہو اور نہ ہی شرعی عدالت کے ذریعہ اسے اپنا حق ملے اور وہ خاوند کے ظلم پر صبر بھی نہ کر

سکتی ہو تو پھر اسے طلاق طلب کرنے اور اپنا پورا حق لینے کا حق حاصل ہے

لیکن اگر عورت خاوند کی جانب سے حاصل ہونے والی اذیت و ظلم پر صبر کر کےاپنے گھر کی حفاظت کرتی ہے تو یہ اس کے طلاق لینے سے بہتر اور اچھا ہے، کیونکہ ان دونوں حالتوں میں سے ہر ایک کو خصوصیت حاصل ہے، کہ جس میں کوئی رائے ظاہر کرنے سے قبل اس کو مد نظر رکھنا چاہیے

اور اس کےلیے یہاں ممکن ہے کہ وہ اپنے خاندان کے عقل و دانش رکھنے والے رشتہ داروں سے اپنے معاملہ میں مشورہ کرے، یا تو اس کی حالت کی اصلاح ہو جائیگی اور اس کی زندگی بہتر گزرنے لگے گی، اور یا پھر وہ اپنے لیے صبر یا طلاق میں سے کوئی ایک اختیار کر لے، کیونکہ طلاق سے اجتناب کا حکم تو اس وقت ہے جب طلاق کا کوئی شرعی سبب نہ ہو

ثوبان رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جس عورت نے بھی اپنے خاوند سے بغیر کسی سبب سے طلاق طلب کی تو اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے"

سنن ترمذی حدیث نمبر (1187) امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے، سنن ابو داود حدیث نمبر (2226) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (2055).

واللہ اعلم

الاسلام سوال و جواب

**112032**